محرم الحرام

حافظ صلاح الدین یوسف

ماہ محرم سن ہجری کا پہلا مہینہ ہے جس کی بنیاد تو آنحضرتؐ کے واقعہ ہجرت پر ہے لیکن اس اسلامی سن کا نفاذ اور باقاعدہ آغاز استعمال 17 ہجری میں حضرت عمر فاروقؓ کے عہد حکومت سے ہوا، بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری یمن کے گورنر تھے، ان کے پاس حضرت عمر کے فرمان آتے جن پر تاریخ درج نہ ہوتی تھی، 17 ہجری میں حضرت ابو موسیٰ کے توجہ دلانے پر حضرت عمر فاروقؓ نے صحابہ کو اپنے ہاں جمع فرمایا اور ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھا، تبادلہ افکار کے بعد قرار پایا کہ اپنے سن تاریخ کی بنیاد واقعہ ہجرت کو بنایا جائے اور اس کی ابتداء ماہ محرم سے کیجائے کیونکہ 13 نبوت کے ذوالحجہ کے بالکل آخر میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا منصوبہ طے کرلیا گیا تھا اور اس کے بعد جو چاند طلوع ہوا وہ محرم کا تھا۔

علاوہ ازیں یہ مہینہ حرمت والا ہے اور اس ماہ میں نفلی روزے اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں جیسا کہ حدیث نبوی میں ہے۔ یہ خیال رہے کہ اس مہینے کی حرمت کا سیدنا حضرت حسینؓ کے واقعہ شہادت سے کوئی تعلق نہیں بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ مہینہ اس لئے قابل احترام ہے کہ اس میں حضرت حسینؓ کی شہادت کا سانحہ دلگداز پیش آیا تھا، یہ خیال بالکل غلط ہے، یہ سانحہ شہادت تو حضور اکرمؐ کی وفات سے پچاس سال بعد پیش آیا تھا اور دین کی تکمیل آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کردی گئی تھی۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا.

اس لئے یہ تصور اس آیت قرآنی کے سراسر خلاف ہے، پھر خود اسی مہینے میں اس سے بڑھ کر ایک اور سانحہ شہادت اور واقعہ عظیم پیش آیا تھا یعنی یکم محرم الحرام کو عمر فاروقؓ کی شہادت کا واقعہ، اگر بعد میں ہونے والی شہادتوں کی شرعا کوئی حیثیت ہوتی تو حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت اس لائق تھی کہ اہل اسلام اس کا اعتبار کرتے، مزید برآں حضرت عثمانؓ کی شہادت ایسی تھی کہ اس کی یادگار منائی جاتی اور پھر ان شہادتوں کی بناء پر اگر اسلام میں ماتم وشیون کی اجازت ہوتی تو یقیناً تاریخ اسلام کی یہ دونوں شہادتیں ایسی تھیں کہ اہل اسلام ان پر جتنی بھی سینہ کوبی اور ماتم وگریہ زاری کرتے کم ہوتا لیکن ایک تو اسلام میں اس ماتم وگریہ زاری کی سرے سے اجازت ہی نہیں، دوسرے یہ تمام واقعات تکمیل دین کے بعد پیش آئے اس لئے ان کی یاد میں مجالس عزا اور محافل ماتم قائم کرنا دین میں اضافہ ہے جس کے ہم قطعاً مجاز نہیں

اگر بعد میں ہونے والی شہادتوں کی شرعا کوئی حیثیت ہوتی تو حضرت عمر فاروق کی شہادت اس لائق تھی کہ اہل اسلام اس کا اعتبار کرتے، مزید برآں حضرت عثمانؓ کی شہادت ایسی تھی کہ اس کی یادگار منائی جاتی اور پھر ان شہادتوں کی بناء پر اگر اسلام میں ماتم وشیون کی اجازت ہوتی تو یقیناً تاریخ اسلام کی یہ دونوں شہادتیں ایسی تھیں کہ اہل اسلام ان پر جتنی بھی سینہ کوبی اور ماتم وگریہ زاری کرتے کم ہوتا

عشرہ محرم میں عام دستور ورواج ہوگیا ہے کہ شیعی اثرات کے زیر اثر واقعات کربلا کو اور واقعہ شہادت کو مخصوص رنگ اور افسانوی وداستانی انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔ شیعی ذاکرین تو اس ضمن میں جو کچھ کرتے ہیں وہ عالم پر آشکارا ہے لیکن بدقسمتی سے بہت سے اہل سنت کے واعظان خوش گفتار اور خطیبان سحر بیان بھی گرمی محفل اور عوام سے داد وتحسین وصول کرنے کیلئے اسی تال سر میں ان واقعات کا تذکرہ کرتے ہیں جو شیعیت کی مخصوص ایجاد اور ان کی انفرادیت کا غماز ہے، اس سانحہ شہادت کا ایک پہلو صحابہ کرام

پر تبرا بازی ہے جس کے بغیر شیعوں کی محفل ماتم حسین مکمل نہیں ہوتی۔ اہل سنت اس پستی، کمینگی تک تو نہیں اترتے تاہم بعض لوگ بوجوہ بعض صحابہ پر نکتہ چینی کر لینے میں کوئی مضائقہ بھی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ تمام اعلیٰ و ادنیٰ صحابہ کا فرق مراتب کے باوصف بحیثیت صحابی ہونے کے یکساں عزت واحترام اسلام کا مطلوب ہے۔ کسی صحابی کے حق میں بھی زبان طعن وتشنیع کھولنا اور ریسرچ کے عنوان پر نکتہ چینی کرنا ہلاکت وتباہی کے خطرہ کو دعوت دینا ہے۔

صحابی کی تعریف ہر اس شخص پر صادق آتی ہے جس نے ایمان کی حالت میں نبی اکرمؐ کو دیکھا ہو اور قرآن وحدیث میں صحابہ کرامؓ کے جو عمومی فضائل ومناقب بیان کئے گئے ان کا اطلاق بھی ہر صحابی پر ہوگا۔

حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں (صحابی) کی جس تعریف کو سب سے زیادہ صحیح اور جامع قرار دیا ہے وہ یہ ہے:

سب سے زیادہ صحیح تعریف صحابی کی جس پر مطلع ہوا وہ یہ ہے کہ وہ شخص جس نے ایمان کی حالت میں حضورؐ سے ملاقات کی اور اسلام ہی پر اس کی موت ہوئی پس اس میں ہر وہ شخص داخل ہے جس نے آپ سے ملاقات کی (قطع نظر اس سے کہ) اسے آپ کی ہم نشینی کا شرف زیادہ حاصل رہا یا کم، آپ سے روایت کی یا نہ کی۔ آپؐ کے ساتھ غزوے میں شریک ہوا یا نہیں اور جس شخص نے آپ کو صرف ایک نظر ہی سے دیکھا ہو اور آپ کی مجالست وہم نشینی کی سعادت کا موقع اسے ملا ہو یا نہ ملا ہو اور جو کسی خاص سبب کی بنا پر آپ کی رویت کا شرف حاصل نہ کر سکا ہو جیسے نابینا پن (الاصابۃ فی تمییز الصحابہ جلد ا ص ۷)

اس لئے اہل سنت کا خلفاء اربعہ ابوبکر، عمر، عثمان، علی اور دیگر ان جیسے اکابر صحابہ کرام کی عزت وتوقیر کو ملحوظ رکھنا لیکن بعض ان جلیل القدر اصحاب رسول ﷺ کی منقبت وتقدس کا خیال نہ رکھنا یا ان کو احترام نہیں احترام مطلوب کا مستحق نہ سمجھنا جس کے اسمائے گرامی مشاجرات کے سلسلے میں آتے ہیں جیسے حضرت معاویہ، حضرت عمرو بن العاص، حضرت مغیرہ بن شعبہ ہیں یہ شیعیت اور رفض وتشیع کا ایک حصہ ہے اہل سنت کو اس نکتے پر غور کرنا چاہیے کہ خلفاء راشدین کی عزت وتوقیر تو کسی حد تک معقولیت پسند شیعہ حضرات بھی ملحوظ رکھنے پر مجبور ہیں اور ان کا ذکر وہ نامناسب انداز میں کرنے سے بالعموم گریز ہی کرتے ہیں البتہ حضرت معاویہ، عمرو بن العاص وغیرہ کو وہ بھی معاف نہیں کرتے۔ اگر صحابہ کرام کے نام لیوا بھی یہی موقف اختیار کرلیں تو پھر محبان صحابہ اور دشمنان صحابہ میں فرق کیا رہ جاتا ہے؟

بہرحال ہم عرض یہ کررہے تھے کہ قرآن وحدیث میں صحابہ کرام کے جو عمومی فضائل ومناقب مذکور ہیں وہ تمام صحابہ کو محیط وشامل ہیں اس میں قطعاً کسی استثناء کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور ان نصوص کی وجہ سے ہم اس امر کے پابند ہیں کہ تمام صحابہ کو نفس صحابیت کے احترام میں یکساں عزت واحترام کا مستحق سمجھیں اس سلسلے میں یہ حدیث ہر وقت ہمارے پیش نظر رہنی چاہیے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے بعد ان کو (طعن وتشنیع) کا نشانہ نہ بناؤ (یادرکھو) جس نے ان سے محبت کی پس میری وجہ سے اس نے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا پس میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے ان کو اذیت دی پس قریب ہے کہ وہ اس کی گرفت کرلے۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۲۶)

رسول اللہؐ نے فرمایا میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے بعد ان کو (طعن وتشنیع) کا نشانہ نہ بنانا (یادرکھو) جس نے ان سے محبت کی پس میری وجہ سے اس نے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا پس میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے ان کو اذیت دی پس قریب ہے کہ وہ اس کی گرفت کرلے

اس سلسلے کی ایک اور حدیث ملاحظہ ہو۔

میرے صحابہ پر سب نہ کرو (یعنی انہیں جرح وتنقید اور برائی کا ہدف نہ بناؤ) (انہیں اللہ تعالیٰ نے اتنا بلند رتبہ عطا فرمایا ہے) کہ تم میں سے کوئی شخص اگر احد پہاڑ جتنا سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کردے تو وہ کسی صحابی کے خرچ کردہ ایک مد (تقریباً ایک سیر) بلکہ آدھے مد کے بھی برابر نہیں ہوسکتا۔ (متفق علیہ)

ماہ محرم اور عاشورہ محرم

عشرہ محرم (محرم کے ابتدائی دس دن) میں شیعہ حضرات جس طرح مجالس عزا اور محافل ماتم برپا کرتے ہیں ظاہر بات ہے کہ یہ سب اختراعی چیزیں ہیں اور شریعت اسلامیہ کے مزاج سے قطعاً مخالف اسلام نے تو نوحہ وماتم کے اس انداز کو جاہلیت سے تعبیر کیا ہے اور اس کا مرتکب باعث لعنت بلکہ کفر تک [illegible] بدقسمتی سے اہل سنت میں سے [illegible] بدعت نواز حلقہ اگرچہ نوحہ [illegible] اختیار نہیں کیا لیکن [illegible] ایسی باتیں اختیار کرتا ہے جس سے [illegible] [illegible] ہے۔ [illegible]

شیعوں کی طرح سانحہ کربلا کو مبالغے اور رنگ آمیزی سے بیان کرنا۔

حضرت حسینؓ و یزید کی بحث سے ... میں بعض جلیل القدر صحابہ کرام (حضرت معاویہ و مغیرہ بن شعبہ وغیرہ) کو ہدف طعن ملامت بنانے میں بھی تامل نہ کرنا۔

دس محرم کو تعزیے نکالنا، انہیں قابل تعظیم سمجھنا، ان سے منتیں ماننا، حلیم پکانا، پانی کی سبیلیں لگانا، اپنے بچوں کو ہرے رنگ کے کپڑے پہنا کر انہیں حضرت حسینؓ کا فقیر بنانا، دس محرم کو تعزیوں اور ماتم کے جلوسوں میں ذوق وشوق سے شرکت کرنا اور کھیل کود (لکڑی اور پٹے بازی) سے ان محفلوں کی رونق میں اضافہ کرنا وغیرہ۔

ماہ محرم کو سوگ کا مہینہ سمجھ کر اس مہینے میں شادیاں نہ کرنا۔

اور اسی انداز کی کئی دیگر چیزیں،

حالانکہ یہ سب چیزیں بدعت ہیں جن سے نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق اجتناب ضروری ہے آپ نے مسلمانوں کو تاکید کی ہے کہ مسلمانو! تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقے کو ہی اختیار کرنا اور اسے مضبوطی سے تھامے رکھنا اور دین میں اضافہ شدہ چیزوں سے اپنے کو بچائے رکھنا، اس لئے کہ دین میں یہ کام (چاہے وہ بظاہر کیسا ہی ہو) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

یہ بات بالکل واضح ہے کہ یہ سب رسمیں شیعیت کی پیداوار ہیں بنا بریں ان کے بدعت ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور آپ نے بدعت کو گمراہی سے تعبیر فرمایا ہے

جس سے مذکورہ خود ساختہ رسومات کی شناعت، قباحت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

محرم میں مسنون عمل، روزہ

محرم میں مسنون عمل صرف روزے ہیں حدیث میں رمضان کے علاوہ نفلی روزوں میں محرم کے روزوں کو سب سے افضل قرار دیا گیا ہے

افضل الصیام بعد رمضان شھر الله المحرم (صحیح مسلم عن ابی ہریرہ)

بالخصوص دس محرم کے روزے کی حدیث میں یہ فضیلت آئی ہے کہ یہ ایک سال گزشتہ کے گناہوں کا کفارہ ہے، اس روز آنحضرتؐ بھی خصوصی روزہ رکھتے تھے۔ (ترغیب) پھر ان کو علم ہوا کہ یہودی بھی اس امر کی خوشی میں کہ دس محرم کو حضرت موسیٰ کو فرعون سے نجات ملی تھی، روزہ رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ عاشورہ (دس محرم) کا روزہ تو ضرور رکھو، لیکن یہودیوں کی مخالفت بھی بایں طور کرو کہ اس کے بعد یا اس سے قبل ایک روزہ اور ساتھ ملا لیا کرو۔ ۹، ۱۰، یا ۱۰، ۱۱ محرم کا روزہ رکھا کرو۔

> میرے صحابہ پر سب نہ کرو (یعنی انہیں جرح وتنقید اور برائی کا ہدف نہ بناؤ) (انہیں اللہ تعالی نے اتنا بلند رتبہ عطا فرمایا ہے) کہ تم میں سے کوئی شخص اگر احد پہاڑ جتنا سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تو وہ کسی صحابیؓ کے خرچ کردہ ایک مد (تقریبا ایک سیر) بلکہ آدھے مد کے بھی برابر نہیں ہوسکتا

ایک من گھڑت روایت

محرم کی دسویں تاریخ کے بارے میں جو روایت بیان کی جاتی ہے۔ کہ اس دن جو شخص اپنے اہل وعیال پر فراخی کرے گا اللہ تعالی سارا سال اس پر فراخی کرے گا۔ بالکل بے اصل ہے جس کی صراحت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اور دیگر آئمہ محققین نے کی ہے۔ چنانچہ امام ابن تیمیہ کہتے ہیں

۱۰ محرم کو سرمہ لگانا، چنے پکانا، غسل ... خضاب ... یہ سب کام بدعات منکرات سے ہیں نہ رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت ہے نہ خلفائے راشدین سے اور نہ کسی امام مسلمین میں سے کسی نے اس کو مستحب سمجھا ہے۔ (فتاوی ابن تیمیہ ج ۲ ص ۳۵۴)

اور امام احمد کا یہ قول مذکورہ روایت کے متعلق امام ابن تیمیہ نے نقل کیا ہے کہ لا اصل له فلم یره شیئا (اس کی کوئی اصل نہیں، امام احمد نے اس روایت کو کچھ نہیں سمجھا۔) (منہاج السنۃ ج ۲ ص ۲۴۸ اور فتاوی مذکور)

یہ تمام مذکورہ امور وہ ہیں جو اہل سنت کے عوام کرتے ہیں شیعہ ان ایام میں جو کچھ کرتے ہیں ان سے اس وقت بحث نہیں، اس وقت ہمارا موضوع سخن صرف اہل سنت ہیں، کہ وہ بھی دین اسلام سے ناواقفیت، عام جہالت اور شیعیت کی دسیسہ کاریوں سے بے خبری کی بنا پر مذکورہ بالا رسومات بڑی پابندی اور اہتمام سے بجالاتے ہیں حالانکہ یہ تمام چیزیں اسلام کے ابتدائی دور کے بہت بعد کی ایجاد ہیں جو کسی طرح بھی دین کا حصہ نہیں اور نبیؐ کے فرمان من احدث في امرنا هذا ماليس منه فهو رد (متفق عليه)(مشكوة) دین میں نو ایجاد کام مردود ہے کے مصداق ان سے اجتناب ضروری ہے۔

مذکورہ بدعات اور رسومات کی ہلاکت خیزیاں

دین میں اپنی طرف سے اضافے کو ہی بدعت کہا جاتا ہے پھر یہ چیزیں صرف بدعت

ہی نہیں ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ شرک و بت پرستی کے ضمن میں آ جاتی ہیں کیونکہ:

اولا تعزیے میں روح حسینؓ کو موجد اور انہیں عالم الغیب سمجھا جاتا ہے تب ہی تو ان کو قابل تعظیم سمجھتے اور ان سے مدد مانگتے ہیں حالانکہ کسی بزرگ کی روح کو حاضر و ناظر جاننا اور عالم الغیب سمجھنا شرک و کفر ہے چنانچہ حنفی مذہب کی معتبر کتاب فتاوی بزازیہ میں لکھا ہے۔ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ بزرگوں کی روحیں ہر جگہ حاضر ناظر ہیں اور وہ علم رکھتی ہیں وہ کافر ہے۔

ثانیا تعزیہ پرست تعزیوں کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں جو سجدے ہی کی ذیل میں آتا ہے اور کئی لوگ تو کھلم کھلا سجدے بجالاتے ہیں اور غیر اللہ کو سجدہ کرنا خواہ وہ تعبدی ہو یا تعظیمی شرک صریح ہے چنانچہ کتب فقہ حنفیہ میں بھی سجدہ لغیر اللہ کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ شمس الائمہ سرخسی کہتے ہیں۔ ان کان لغیر الله تعالی علی وجه التعظیم کفر. غیر اللہ کو تعظیمی طور (بھی) سجدہ کرنا کفر ہے۔ اور علامہ قہستانی حنفی فرماتے ہیں یکفر والسجدة مطلقا یعنی غیر اللہ کو سجدہ کرنے والا مطلقا کافر ہے چاہے عبادۃ ہو یا تعظیما (ردالمختار)

ثالثا تعزیہ پرست مرثیہ خوانہ وسینہ کوبی کرتے ہیں اور ماتم و نوحہ میں کلمات شرکیہ ادا کرتے ہیں اول تو مرثیہ خوانی بجائے خود غیر اسلامی فعل ہے جس سے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ نهى رسول الله ﷺ عن المراثى (ابن ماجہ) پھر ان مراثی میں مبالغہ کرنا اور زمین و آسمان کے قلابے ملانا اور عبد و معبود کے درمیان فرق کو مٹا دینا تو وہی جاہلانہ شرک ہے جس کے مٹانے کیلئے اسلام آیا تھا۔

رابعا تعزیہ پرست تعزیوں سے اپنی مرادیں اور حاجات طلب کرتے ہیں جو صریحا شرک ہے جب حضرت حسین میدان کربلا میں مظلومانہ شہید ہوگئے اور اپنے اہل وعیال کو ظالموں کے پنجے سے نہ بچا سکے تو اب بعد از وفات وہ کسی کے کیا کام آسکتے ہیں؟

خامسا تعزیہ پرست حضرت حسینؓ کی مصنوعی قبر بناتے ہیں اور اس کی زیارت کو ثواب سمجھتے ہیں حالانکہ حدیث میں آتا ہے جس نے ایسی خالی قبر کی زیارت کی جس میں کوئی میت نہیں تو گویا اس نے بت کی پوجا کی۔ (طبرانی، بیہقی)

(بحوالہ رسالہ تنبیہ الضالین، از مولانا اولاد حسن والد نواب صاحب)

کسی بزرگ کی روح کو حاضر و ناظر جاننا اور عالم الغیب سمجھنا شرک و کفر ہے چنانچہ حنفی مذہب کی معتبر کتاب فتاوی بزازیہ میں لکھا ہے۔ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ بزرگوں کی روحیں ہر جگہ حاضر ناظر ہیں اور وہ علم رکھتی ہیں وہ کافر ہے

مولانا احمد رضا خان بریلوی کی صراحت

علاوہ ازیں اہل سنت عوام کی اکثریت مولانا احمد رضا خان بریلوی کی عقیدت کیش ہے لیکن تعجب ہے کہ اس کے باوجود وہ محرم کی ان خرافات میں خوب ذوق وشوق سے حصہ لیتے ہیں حالانکہ مولانا احمد رضا خان بریلوی نے بھی ان رسومات محرم سے منع کیا ہے اور انہیں بدعت، ناجائز اور حرام لکھا ہے اور ان کو دیکھنے سے بھی روکا ہے چنانچہ ان کا فتویٰ ہے'' تعزیہ آتا دیکھ کر اعراض وروگردانی کریں اس کی طرف دیکھنا ہی نہ چاہیے'' (عرفان شریعت حصہ اول ص ۱۵)

ان کا ایک مستقل رسالہ تعزیہ داری ہے اس کے صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں غرض عشرہ محرم الحرام اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت محل عبادت ٹھہرا تھا، ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کردیا۔

یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا خود وہ کچھ کہ گویا خود ساختہ تصویریں بعینہ حضرات شہداء رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جنازے ہیں۔

کچھ اتارا باقی توڑا اور دفن کردیئے یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم میں وبال جداگانہ ہیں اب تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعا بدعت وناجائز حرام ہے۔

رسالہ تعزیہ داری ص ۱۱ پر لکھتے ہیں: تعزیہ پر چڑھا ہوا کھانا نہ کھانا چاہیے اگر نیاز دے کر چڑھائی یا چڑھا کر نیاز دیں تو بھی اس کے کھانے سے احتراز کریں اور ص ۱۵ پر حسب ذیل سوال جواب ہے۔

سوال: تعزیہ بنانا اور اس پر نذر و نیاز کرنا، عرائض بہ امید حاجت برآری لٹکانا اور بہ نیت بدعت حسنہ اس کو داخل حسنات جاننا کیسا گناہ ہے؟

جواب: افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں بدعت سئیہ وممنوع وناجائز ہیں۔

اسی طرح محرم کی دوسری بدعت مرثیہ خوانی کے متعلق عرفان شریعت کے حصہ اول ص ۱۶ میں ایک سوال وجواب یہ ہے۔

سوال: محرم شریف میں مرثیہ خوانی میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ناجائز ہے وہ مناہی ومنکرات پر ہوتے ہیں۔

محرم کو سوگ کا مہینہ سمجھا جاتا ہے اس